Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-1 Issue-2 (July-December, 2023)

ISSN: (2311-6552)

Published:
December 31, 2023

Review of Qura'nic Allusions in Persian Poetry of Hazrat Sultan Bahu (R.A)

حضرت سلطان باہوؒ کی فارسی شاعری میں تلمیحاتِ قرآنی کا جائزہ

Dr. Imrana Shehzadi
Assistant Professor, Government College Women University Faisalabad

Abstract

The poetry of Hazrat Sultan Bahu, a revered Sufi saint and poet of the 17th century, is deeply imbued with Quranic allusions, reflecting his profound spiritual insight and devotion to Islam. This paper examines the significance of these allusions in his Persian poetry, exploring how they enrich the mystical dimensions of his verses. By employing keywords such as Hazrat Sultan Bahu, Persian poetry, Qura'nic allusions, Sufism, and spirituality, the study delves into the intricate interplay between Qura'nic motifs and poetic expression in Bahu's works, shedding light on the spiritual resonance and universal appeal of his poetry. By nature, a mystic can access a state of consciousness that is beyond the usual awareness of humanity. There have been many renowned Sufis saints in the world whose teachings have been very influential in cultivating social harmony.

This paper will examine the influence and impact of the Holy Qur'an on the verses of the venerable saint Sultan Bahu (R.A) who was a great Sufi master, mystic, prolific writer, and saint and his high spiritual station among the saints of Punjab This article will have argued that his poetry plays an imperative rule to improve the moral values of society which have been deliberately or unfortunately lost during the last hundred years.

Keywords: Holy Qur'an, Sultan Bahu, Persian poetry, Sufi saint, verses, mystic, social harmony,

اسلام کی راہ واضح اور روشن ہے۔ جب بھی جادۂ حق سے انحراف ہوااور انسانیت کی رسوائی ہوئی تو اللہ کریم نے کسی اولوالعزم پیغمبر کو بھیجا، ہر نبی نے اسلام کی دعوت دی اور سب نے اسی دین کی تعلیمات کا احیاء کیا۔ آخر میں رحمۃ اللعالمین ﷺ کو بھیج کر انسانیت کو کامل خوشخبری دے کر آفاقی ہدایت عطا کر دی۔ اب ہدایت کے لیے قرآن کریم اور رسول کریم ﷺ کی سیرت موجود ہے۔ جب بھی دینِ حق کے چہرے کو غبار آلود کرنے کی کوشش کی گئی، نائبین مصطفیٰ ﷺ، اُمت کے علماء وصوفیاء اور صلحاء نے اُس ضابطۂ حیات کی تعلیم دی جو اللہ کریم اور رسولِ محتشم ﷺ نے عطا کیے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے بعد علماء و اولیائے امت نے شر کے مقابل خیر کی تعلیم دی۔ اسلام کے اشاعتی گلستان میں انہیں کے اخلاق و کردار کی خوشبو زیادہ رچی بسی ہے۔ براعظم افریقہ، ایشیاء اور یورپ، صوفیاء کرام و اولیاء کرام کے اشاعتی کارواں کی سعئ پیہم سے اسلام کے دامنِ رحمت میں آئے۔ انہوں نے لوگوں کے دلوں میں ایمان کی کھیتی کو شاداب کیا، عقیدہ و عمل کی فصل کو ہرا بھرا کیا، اپنے مخاطبین کو ''الخلق عیال اللہ'' خیال کرتے ہوئے ان میں سے کسی کو بھی جاہل و حقیر خیال نہ کیا، محبت واُلفت کا درس دیا اور اپنے اقوال، ارشادات، اشعار اور تصانیف میں اسلامی فکر کی عکاسی کی اور ہمیشہ قرآن وسنت کے متن کو پیشِ نظر رکھا۔ ان کے اقوال آیاتِ قرآنیہ کی جھلک لیے ہوئے ہیں اور احادیثِ نبویہ سے حکمات، لفظی و معنوی لحاظ سے موتی کی طرح جڑے ہوئے ہیں۔ ان کے اسی اسلوبِ عمل کو ''تصوف'' کا نام دیا گیا ہے۔ تصوف نے ہمیشہ امنِ عالم اور قیامِ اتحادِ امت کی بقاء میں اہم کردار ادا کیا۔ اس طریقِ صادق کو اپنانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کو یہ اعزاز بھی حاصل رہا ہے کہ ان کا سینہ احادیثِ نبوی ﷺ کا خزینہ ہوتا ہے، قرآنِ پاک کی آیات سے ان کے اذہان منقش ہوتے ہیں اور انہیں وہ اپنے مواعظ، ارشادات، ملفوظات میں اور جابجا اپنے منظوم و منثور تصانیف میں سموتے رہتے ہیں۔

حضرت سلطان باہوؒ کی تمام تصانیف، ابیات اور کلام فارسی، موقع بہ موقع آیاتِ قرآنیہ کی صداقت و وضاحت کرتے چلے جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنی صوفیانہ اور روحانی زندگی کے لیے اور اپنی فکری آبیاری اور نظری سیری کے لیے قرآن مجید سے اپنے قلب و نظر کو مستنیر کیا۔ اس طرح انہوں نے بیک وقت فریضۂ تبلیغ و تلقین بھی ادا کیا اور قرآنی عظمت کو بھی اجاگر کیا۔

سلطان باہوؒ کے فارسی کلام بالغہ میں ''قرآنی تلمیحات'' کے وجود کا ذکر کرنے سے پہلے ان کے پاکیزہ احوال و اعمال کو مختصر بیان کرنا باعثِ سعادت ہوگا۔

فکری، نظری اور معنوی اعتبار سے فارسی ادب پر قرآن پاک کے اثرات، ادب سے شغف رکھنے والوں کے ایمان کو حرارت بخشتے ہیں۔ قرآن پاک کی برکت و رحمت نے صوفی شعراء کے اذہان کو جلا بخشی، اس لیے زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس میں انہوں نے اسلامی فکر کو عام کرنے کے لیے قرآن پاک سے فیض حاصل نہ کیا ہو۔ موضوع کے اعتبار سے فارسی اسلامی ادب، قرآن

حکیم کا معنوی مفہوم و تفسیر نظر آتا ہے۔

حضرت سلطان باہوؒ فارسی و پنجابی کے بڑے عالم تھے۔ ان کی شاعری کا مطالعہ کرنے سے ان کے کلام میں بے شمار آیات کے تراجم لفظی و معنوی استفادات، مسائل تصوف کو بیان کرنے کے لیے ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔ آپ کا اصل نام ''باھو'' ہے جو اللہ تعالٰی کے صفاتی نام میں صفت قلب کی کارفرمائی کی ایک انوکھی شان ہے۔ ''وھاب'' کو اُلٹا پڑھا جائے تو وہ ''باھو'' بن جاتا ہے۔(1) آپؒ کی والدہ محترمہ راستی بی بی رحمۃ اللہ علیہا جو اپنے زمانے کی ولیہ و عارفہ تھیں، نے آپؒ کا یہ نام تجویز کیا۔ آپؒ سے رُشد و ہدایت پانے والوں نے آپؒ کو سلطان العارفین، شمس السالکین، برہان الواصلین جیسے القابات سے نوازا۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۵۳۹ء میں موضع اعوان (شور کوٹ ضلع جھنگ) میں ہوئی۔ آپ قبیلہ اعوان (2) سے تعلق رکھتے تھے۔

سلطان باہوؒ کی ابتدائی تعلیم و تربیت بحالتِ یتیمی، والدہ ماجدہ کے زیر سایہ ہوئی، انہوں نے آپؒ کو ذکر و فکر کے طریقے سکھائے اور سیاحت کے ذریعے مکشوفات کا دائرہ وسیع کرنے کی ہدایت فرمائی۔ ہدایت پر عمل کرتے ہوئے ملتان، ڈیرہ غازی خان، ڈیرہ اسماعیل خان، چولستان، وادی سیون، کوہستانِ نمک کے دیگر علاقے آپؒ کے دائرۂ سفر میں رہے۔ آپؒ نے ان علاقوں میں اپنا روحانی مشن ادا کرتے ہوئے خوب علم و حکمت کی دولت لٹائی۔ آپؒ روحانی تعلیم کے لیے حبیب اللہ زکریا ملتانی، شاہ عبدالرحمن اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہم اللہ تعالٰی کے مرید ہوئے اور ان کی صحبت میں سلوک و تصوف کی منزلیں طے کیں۔ مرشد کے حکم سے شور کوٹ آگئے اور یہاں ہزاروں لوگوں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ مغلیہ دور میں اکبر کے دینِ الٰہی کی پذیرائی کرنے والوں کے خلاف جب حضرت مجدد الف ثانیؒ نے احیائے شریعت کیا، باغِ شریعت میں پیدا ہونے والی جھاڑ جنکاڑ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا، تو اسی دَور میں سلطان العارفینؒ نے شریعت کی بنیاد پر فقر کی عمارت تعمیر کی اور اپنے فضل و کمال سے عرفان و ہدایت اور ارشادِ ولایت سے عالم کو منور و تاباں کیا۔ اپنے عارفانہ اور صوفیانہ کلام میں عشق و محبت کے پھول کھلائے اور ساری زندگی خلقِ خدا کی رشد و ہدایت میں گزار دی اور لوگوں کو بتایا کہ شریعت ہی ابتداء ہے اور شریعت ہی انتہاء ہے۔

آپؒ نے شریعت کی اتباع میں زندگی بھر ایک بھی مستحب ترک نہ کیا۔ آپؒ علم لدنی سے مالا مال ہوئے۔ لطف و عنایت کے نزول اور الہام ربانی کے منکشف ہونے کے بارے میں فرماتے ہیں:

پیشوائے خود شریعت یافتم — ہر حقیقت از محمدؐ یافتم
دست بیعت کرد مارا مصطفیٰؐ — ولد خود خواندہ است مارا مجتبیٰؐ

رُشد و ہدایت کا اذن، بارگاہِ الٰہی سے ملنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

شد اجازت باھو از مصطفیٰؐ — خلق را تلقین بکن بہر خدا

حضرت سلطان العارفینؒ نے ''قہر گان'' (شور کوٹ) میں یکم جمادی الاخریٰ ۱۱۰۲ھ، اورنگزیب کے عہد میں وفات پائی

اور شور کوٹ میں مدفون ہوئے۔70 سال بعد دریائے چناب نے رُخ بدلا تو جسد خاکی کو گڑھ مہاراجہ موجودہ مقام پر دفن کیا گیا۔ آپؒ کا مزار مرجع خواص وعام ہے۔(3)

حضرت سلطان باہوؒ کی سینکڑوں مایہ ناز تصانیف ہیں جو ایک تمکین صوفی کی اعلیٰ فکری وروحانی واردات کا مظہر ہیں۔ اکثر تصانیف کا سببِ تالیف انہوں نے خود بیان کیا ہے۔اختصار سے چند کا ذکر کیا جائے گا۔آپؒ اپنی تصنیف ''کتاب التوحید'' کا تعارف اس طرح بیان کرتے ہیں:

> ''اس کتاب کا نام ''کلید التوحید'' ہے جس کے مضامین پر عمل کرنے پر مشکل حل ہو جاتی ہے۔اس کا عامل حضرت محمد ﷺ کی مجلس سے مشرف ہوتا ہے اور خدا کی وحدانیت میں غرق ہوتا ہے۔''(4)

''عقل بیدار'' کے بارے میں کہتے ہیں:

> ''اس کتاب میں دین و دنیا کے امور، زرو سیم، علم کیمیا اور گنج تصرف کا ذکر مذکور ہے۔اس کتاب کا مطالعہ کر کے جو اس پر عمل پیرا ہو گا، اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے گا۔۔۔۔ مصنف کتاب ھٰذا کو رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے تلقین ارشاد بوسیلہ حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم حاصل ہے۔ بندہ پیر دستگیر جناب غوثِ اعظمؒ کا مرید ہے، اس امر سے جو انکار کرے وہ بد بخت ہے۔''(5)

اپنی کتاب تصنیف ''امیر الکونین'' کے بارے میں کہتے ہیں:

> ''میں نے اس کتاب میں چند ایسے کلمات درج کیے ہین جن سے مہمات و مشکلات کے قفل کھل جاتے ہیں۔ ان کلماتِ خاص کا نام ''امیر الکونین'' رکھا گیا ہے اور انہیں پڑھنے والوں کو اولوالامر، فنا فی اللہ بے حجاب اللہ اور عینہ بطین کا خطاب دیا گیا ہے۔''(6)

اپنی کتاب ''مفتاح العابدین'' کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کتاب کا نام مفتاح العارفین رکھا گیا ہے۔چند کلمات اسم اللہ ذات اور مجلس محمدی سے مشرف وداخل ہونے اور مقاماتِ عارف باللہ اور مراتبِ فقیر فنا فی اللہ اور سلک سلوک کے مطابق احاطۂ تحریر میں لائے گئے ہیں۔اپنی تالیف ''سراج السالکین'' کے پڑھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''اگر کسی کا نفس شر پسند ہو اور اس کے قلب یں شیطان کے موافق اور مخالف اپنی خواہشات تخلیق ہوتی ہوں تو اسے چاہیے کہ اس کتاب سے جس میں تمام دینی و دنیاوی خزائن موجود ہیں، کا مطالعہ کرے۔اس کو تمام خزانے ایسے حاصل ہو جائیں گے اور علم تصوف و تصدیق کے حقیقی طریقے اس کا مطالعہ کرنے سے مل جائیں گے۔''(7)

اپنی کتاب ''عین الفقر'' کے بارے میں کہتے ہیں کہ ''میں نے اس کتاب کا یہ نام رکھا ہے کہ طالبانِ خدا، فقیر ان فنا فی اللہ مقام پر خواہ بلندی و متوسط ہو، فائدہ دے، صراط مستقیم پر قائم رکھے اور اسرار تجلیات و مشاہدات، انوار توحید، عین ذات پر انہیں علم

الیقین، عین الیقین، حق الیقین حاصل ہو۔

جہاں تک ان کی شاعری کا تعلق ہے تو حضرت سلطان باہوؒ اپنی فارسی و پنجابی صوفیانہ شاعری میں ایک نئی روایت و رنگ کے بانی ہیں۔ ان کے کلام کی سب سے بڑی انفرادیت یہ ہے کہ سارے کلام میں ایک ہی ردیف "باہو" استعمال ہوئی ہے۔ ان کی شاعری کے موضاعات مرشد کا حسین تصور، بے عمل عالموں پر سخت تنقید، بلند ہمتی، دنیا سے نفرت اور عشقِ حقیقی کے مسائل صوفیانہ شان سے ملتے ہیں۔ وحدت اللہ جل شانہ کا مرتبہ اوّل ہے، اسی سے اللہ کا وجود اور تعین ذاتِ باری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا تصور سلطان باہوؒ کی شاعری کا مرکزی موضوع ہے اور ان کے اشعار میں واحدانیت کے بارے میں قرآنی آیات کا لفظی و معنوی مفہوم اور تلمیحات بکثرت موجود ہیں، مثلاً کہتے ہیں:

یہ لا لا لا ہمہ لا کن بگو واللہ و باللہ جو
نظر خود سوئے وحدت کن کہ مطلوب الا ھو(8)

"فانی یعنی لا کو لا کر کے اور پھر اسی اللہ کو ہی اللہ پکارتے ہو اور تلاش کرتے ہو، اپنی نظروں کو اسی ذاتِ حق اور ذاتِ وحدت پر مرتکز کر کے اسی کو طلب کرو اور دریائے وحدت میں اسی کے جلوہ کو دیکھو۔"

سلطان باہوؒ اس میں اپنے مخاطب کو کہنا چاہتے ہیں: "قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ"(9)

ھو الاوّل ھو الاخر ظہور آمد تجلی اُو
بذاتِ خود ہویدا حق کہ فی الکونین الاّھو(10)

"وہی اوّل ہے، وہی آخر ہے، اسی سے تجلی کا ظہور ہوتا ہے، وہ تو بذاتِ خود دونوں جہانوں میں اپنے نُور سے ظاہر ہو رہا ہے، سب اسی کا نور ظہور ہے۔"

شعر کے پہلے مصرعے میں موجود کلمات "ھوالاوّل والآخر"(11) میں خدا کو، جبکہ شعر کا دوسرا مصرعہ معنوی لحاظ سے "اللہ نور السموات والارض" سے معنوی مشابہت رکھتا ہے۔ کیونکہ کائنات میں ہر طرف اسی کے جلوؤں اور نور کا ظہور ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جلوہ اور تجلی، اس کی معرفت کا نور ہے۔ اس سے ظاہری آنکھ کے ساتھ ساتھ دل بھی روشن اور متجلّی ہو جاتا ہے۔ قرآنِ پاک میں "حق" کا لفظ ۵۸ سورتوں میں ۲۵۳ مرتبہ استعمال ہوا ہے اور ہر استعمال میں اللہ تعالیٰ کی نئی شان اور حقیقت کا ذکر موجود ہے۔

سلطان باہوؒ اپنے ایک دوسرے شعر میں اللہ تعالیٰ کے "حق" ہونے کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

ھوالھو ھو ھوالحق ھو ندانم غیر اِلاّ ھو
ھوالھو ھو ھوالحق ھو نخوانم غیر اِلاّ ھو(12)

"وہی تو حق ہے، اس کے بغیر میں تو کسی کو نہیں جانتا، وہی حق پرودگار ہے، میں اس کے علاوہ ہرگز کسی کو نہیں

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-1 Issue-2 (July-December, 2023)
ISSN: (2311-6552)

چاہتا۔“

اللہ تعالیٰ کی حقانیت کو خوبصورت انداز میں پیش کیا گیا ہے، حق تو ہر حال میں اپنی دلیل خود آپ ہی ہے، کسی قسم کا شک وشبہ نہیں، وہی الحق ہے اور اسی طرح ہر طرح کے حق کو ثبات ہے۔اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کو ”بالحق“یعنی حق کے ساتھ پیدا کیا۔مؤمنین کی صفت بیان کی کہ وہ حق کے ساتھ رہتے ہیں: وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ(13)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَيَسْتَنْبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ(14)

مزید ارشاد ہوتا ہے:

أَلَا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ(15)

”واحد“اللہ تعالیٰ کا اسمِ جلالی ہے اور اسی اعتبار سے اللہ واحد، اکیلا، تنہا، یکتا، بے مثال، منفرد، نرالہ، یگانہ، صرف اور صرف ایک، محض،فقط ایک اور یکتا ہے۔قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ(16)

اور اسی مفہوم کو معنویا اور کلمہ ”واحد“کو استعمال میں لے کر سلطان باہوؒ فرماتے ہیں:

اِلّا اے یار شو قانی مگو ثا لث مگو ثا نی
ھوالواحد ھوالمقصو د لا موجود اِلّا ھو

”اے دل شائق! تیرا اشتیاق اور شوق بہت زیادہ ہے، توچپ ہو جا، تجھے ثالث وثانی پڑھنے کی ضرورت نہیں تیرے لیے تو اُسی کی ذات ہی دلی مقصود ہے کیونکہ وہ سدا کا حاضر وناظر ہے۔“

قرآن پاک کی آیت:”میں تو اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں وہ انسانوں کے اعمال واحوال پر پوری طرح نگران ہے۔“اس آیت مبارکہ کے معنوی مفہوم کو اس طرح اپنے شعر میں ذکر کرتے ہیں:

منم غمخوار خود ہستم بجز باھو نہ درد ستم
دل وجانم بہ ہو بستم،نہ بستم غیر الا ھو(17)

”میں خود ہی وہ غمخوار ہوں، اے باہو! میں کسی کو اپنا ہاتھ نہیں دیتا، میں نے اپنا دل و جان ”ھو“کے ساتھ وابستہ کر رکھا ہے۔اب میں کسی اور کے ساتھ کیوں بندھوں؟وہی اکیلا ہے،وہی اس لائق ہے۔“

”الھادی“اللہ جل شانہ کی ایک جمالی صفت ہے۔اس کے معنی ”واضح ہدایت“اور ”راہنمائی“کے ہیں،ایسی راہنمائی

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-1 Issue-2 (July-December, 2023)
ISSN: (2311-6552)

جو ہر قسم کے ابہام والتباس، پیچیدگی و الجھاؤ سے پاک ہو۔اللہ تعالیٰ کی یہ صفت انسان کو راہِ ہدایت دکھانے میں پیش پیش ہوتی ہے اور یہ دنیا اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے۔قرآن پاک میں ارشاد ہے:

بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ (18)

"ہدایت دینا تو اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے۔"

اس ہدایت میں سلامتی اور عافیت ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ(19)

مزید ارشاد ہوتا ہے:

وَمَن يُؤْمِن بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهُ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (20)

"جو اپنے اللہ پر ایمان لاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو (مصائب والام سے بچانے والی) رہنمائی عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شے کو جاننے والا ہے۔"

حضرت سلطان باھوؒ،اللہ تعالیٰ کی اس شان کو اپنے اس شعر میں اس طرح بیان کرتے ہیں:

بیا تنہا دریں وادی ہوالھو گو ھوالھادی

رسد ہر دم ترا شادی توشو خودیار مستانہ(21)

"وادی "ھوالھو" جو اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر کی وادی ہے،اس کی طرف آئو اور وہ ذات پاک ھادی ہے،اس کا اقرار کرلو،اس کے بعد تمہیں خوشی میسر آئے گی۔"

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت "والی ﷻ" ہے۔"والی"تو وہی ہوتا ہے جو بندوں کا سرپرست، دوست، سب سے بڑا اور قریبی رفیق ہو اور سب پر غلبہ وقدرت رکھتا ہو۔اللہ تعالیٰ نے اپنی اس صفت کو قرآن پاک میں یوں واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ(22)

"اور اللہ تعالیٰ مومنوں کا ولی ہے۔"

سورۃ الکھف میں ارشاد ہوتا ہے:

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ(23)

"ہر طرح کی ولایت اللہ ہی کے لیے ہے۔"

اس طرح سلطان باھوؒ فرماتے ہیں:

ایا والی معلی کن وفاداران خودہارا

توئی مولی مزکی کن جفاخواران خودہارا(24)

"اے سب سے اعلیٰ والی! تو ہی وہ ہے کہ جس سے وفاشعار اپنی وفائوں اور وفاداریوں کا اظہار کر کے دکھاتے ہیں اور اے مولی! تو ہی وہ ذات ہے جو مظلوموں وجفاروں کی فریاد سنتا ہے اور انہیں مقصد سے فیض یاب کرتا ہے۔"

قرآن پاک کی آیت:

وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ(25)

یعنی "میں جب المناک امراض کے شکنجے میں پھنس جاتا ہوں تو وہی شافعی مطلق مجھے شفا دیتا ہے۔"

حضرت سلطان باھوؒ اس قرآنی آیت کے مفہوم کو اس طرح اپنے شعر میں سموتے ہیں:

طبیباں جملہ می ہستند دواہر گرنمی دانند

طبیبی تو مداوا کن بہ بیمارانِ خودہارا(26)

"پوری دنیا طبیبوں سے بھری پڑی ہے، میں کسی طبیب کو نہیں جانتا، میرا طبیب تو اے میرے اللہ! شافی تو ہی ہے اپنے بیماروں کا تو ہی علاج و معالجہ کرتا ہے۔"

اس شعر پر غور کریں تو اس میں بھی آیاتِ قرآنیہ کا مفہوم مضمر ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرنے کی ممانعت کے بارے میں بہت واضح اور دوٹوک الفاظ میں کئی مقامات پر ذکر موجود ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ(27)

"اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا سب سے بڑا ظلم ہے۔"

شرک اپنی ذات کے ساتھ کذب ہے۔ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ(28)

"شرک کرنے والے کی صورت ایسی ہے گویا کہ وہ آسمان سے گر پڑا ہے، یا تو اُسے مردار پرندے اُچک لیں گے یا ہوائے تند اُسے دُور لے جا کر پھینک دے گی۔"

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو خدائی میں شریک کرنے والا اپنے مقام بلند سے گر جاتا ہے اور شرک تو سراسر خود اپنے آپ پر ظلم ہے۔

ملاحظہ فرمائیں کہ ان آیات کے مفہوم کو حضرت سلطان باھوؒ نے شعر کی صورت میں پروردگار اور محبوبِ صادق کی جانب سے انتباہ کے طور پر پیش کیا ہے:

از ذاتِ حق تعالیٰ اعلان بے نوارا

گر عاشق تو مائی کن ترک ماسوارا(29)

"ذاتِ حق تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہے کہ اے میرے بندے! اگر تو میرا عاشق ہے تو پھر میرے سوا ہر ماسوی کو ترک کر دے۔"

اللہ جل جلالہ ذوالجلال والاکرام بزرگی، شان و شوکت، عظمت جاہ و حشم والا ہے۔ اس کی ذاتِ جلالت و سطوت سے لبریز ہے، کوئی اس کے رعب و دبدبہ اور قوت کے مقابل نہیں آسکتا۔ اللہ تعالیٰ کی اس شان کو حضرت سلطان باھوؒ اس طرح بیان کرتے ہیں:

ماذات بے نشانم درذکر باکمالم

کسی را غمے ندارم غمخوار باش مارا(30)

"(ذات باری تعالیٰ فرماتی ہے) میرا کوئی نشان نہیں، میرا ذکر باکمال ہے، اس لیے اے میرے بندے! تو کسی کا غم نہ کھا، میرا غمخوار بن جا۔"

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِي اللهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ(31)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِندَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ(32)

"اور جو احکامِ الٰہی کے سامنے سر تسلیم کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن سے حزن و ملال کو ختم فرما دیتا ہے۔"

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَ أَقَامُواْ الصَّلٰوةَ وَ آتَوُاْ الزَّكٰوةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ

يَحْزَنُونَ(33)

"جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں ان کا اجر اللہ کے ہاں ہے، انہیں حزن و ملال نہیں رہتا۔"

حضرت سلطان باہوؒ بندہ کا اپنے ربّ کی رحمتوں کا شکرانہ اس طرح بیان کرتے ہیں:

من باتو مہربانم بس شوق باتو دارم

ذوق دگر ندارم جز قرب تو گدارا(34)

"مجھے تیری محبت میں مہربانیوں کا حصول ہوتا ہے، میں صرف تیرا ہی شوق رکھتا ہوں، مجھے تیرے قرب کے علاوہ کوئی طلب و خواہش نہیں۔"

سلطان باہوؒ نے مذکورہ شعر میں قرآن پاک کی ان آیات کو معنوی اعتبار سے سمونا چاہا ہے۔

لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعاً(35)

خدایا کن پاک تو بر من مہربانی

کہ جز تو نیست دردم را تو رانی(36)

"اے میرے رحیم و کریم مجھ ناتواں و بیکس پر اپنی مہربانی فرما۔ میرے پروردگار! تیرے سوا میرے درد و غم کو کوئی دوسرا جانتا ہی نہیں۔"

قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا(37)

"کہہ دیجیئے! وہی رحیم و کریم ہے، ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور اسی پر توکل کرتے ہیں۔"

رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ(38)

"اے میرے پروردگار! ہم ایمان لائے، ہم کو بخش دے ہم پر رحم فرما، اور تو بہترین رحم فرمانے والا ہے۔"

مندرجہ بالا مذکورہ بیت باہو اور قرآن پاک کی آیات میں معنوی مشابہت پائی جاتی ہے۔

حضرت سلطان باہوؒ مندرجہ ذیل شعر میں عشاقِ حقیقی سے کہتے ہیں کہ محبوب کی یاد میں ایک سچے عاشق کی طرح اپنے فرائض ادا کرتے رہو۔ مثلاً:

برامید وصل او دل زندہ دار

ساعتے بینی جمال ذوالجلال(39)

"اے محبوب کو چاہنے والے! اس سے ملنے کی امید اور طلب میں اپنے دل کو زندہ و تازہ رکھ یقیناوہ مبارک

ساعت بھی آئے گی جب تم عظمت و جلال کو اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔"

وَاعْلَمُوٓا۟ أَنَّكُم مُّلَٰقُوهُ وَبَشِّرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ(40)

فَمَن كَانَ يَرْجُوا۟ لِقَآءَ رَبِّهِۦ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَٰلِحًا(41)

"جو لقاءِ ربّ کی تمنا رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اعمال صالحہ کرے۔"

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ(42)

"اللہ سے ملاقات کے اس روز کئی چہرے ہشاش بشاش ہوں گے، تروتازہ ہوں گے اور اپنے ربّ کی طرف دیکھ رہے ہوں گے اور کتنے ہی چہرے اس دن اداس اور بے رونق ہوں گے۔"

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُۥ سَلَٰمٌ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا(43)

"جب وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے تو ان کو سلام کہا جائے گا اور ان کے نیک اعمال کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باعزت اجر مہیا کر رکھا ہے۔"

اس حقیقت پر کوئی شک نہیں کہ جب کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں اعلیٰ درجہ پر پہنچ جاتا ہے اور احکام شریعت کو برضا و رغبت بجالاتا ہے اور بعض لوگ اس کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں اور ملامت کا راستہ اختیار کرتے ہیں تو جتنی ملامت بڑھتی ہے محبانِ خدا اور رسول ﷺ کا جذبہ اتنا ہی پروان چڑھتا ہے۔اس حقیقت کو سلطان باھوؒ اس شعر میں اس طرح بیان کرتے ہیں:

ثبتوا اقدامکم اے سالکاں!

راہ ملامتھا بجوائے صادقاں(44)

"'اے راہِ سلوک کے مسافر! اپنے آپ کو راہِ سلوک میں ثابت قدم رکھو، اور اے صدیق لوگو! طریق ملامت کو تلاش کرو۔"

سورۃ الانفال میں ایک خاص پس منظر میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِۦ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ ٱلشَّيْطَٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ ٱلْأَقْدَامَ(45)

"اللہ تعالیٰ نے تم پر بادل سے پانی اُتارا تاکہ تم کو پاک کردے اور تم سے شیطانی وسوسوں اور ناپاکی کو دُور کردے تاکہ تمہارے دلوں کو قوت دے اور قدموں کو اس سے مضبوط کردے۔"

حضرت سلطان باھوؒ نے اپنے شعر کے پہلے مصرعے کے آغاز میں قرآن پاک کی آیت "ثبتوا اقدامکم" کو بطور اقتباس

لیا ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے قاعدہ و قانون کے مطابق اپنے بندوں کو ضرور ثابت قدم بناتا ہے۔قرآن پاک کی مندرجہ بالا آیت بھی اسی مفہوم کی ترجمانی کرتی ہے۔

مفلسی کو تصوف کی دنیا میں کئی حوالوں سے باعزت و محترم مقام دیا جاتا ہے اور مفلس فقیر ہی عشق حقیقی کے اسیر ہوتے ہیں۔بقول سلطان باہوؒ: فقیر لامکانی ہوتے ہیں اور لامکان تو وہ عالی مقام ہے کہ مادیت کی حدود سے ماوراء ہے اور عالم قدس کے قریب ہے، یہ اپنے جسم کے غلام نہیں ہوتے، نفسانی خواہشات کو غالب نہیں آنے دیتے۔اس مفہوم کو سلطان باہوؒ اپنے شعر میں اس طرح بیان کرتے ہیں:

مفلساں را توشۂ خود مفلس است

دائماً خوش باش تو با مفلساں(46)

''مفلسوں کا زادِراہ بھی مفلسی ہی ہوتا ہے،اس لیے مفلسوں کو مفلسوں کے ساتھ رہنا مرغوب ہوتا ہے۔''

الشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُم بِالْفَحْشَاءِ(47)

''شیطان تمہیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور شرمناک طرزِ عمل اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔''

لیکن اللہ تعالیٰ تو مفلسوں کے ساتھ ہے اور فرماتا ہے:

وَاللّٰهُ يَعِدُكُم مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلاً وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ(48)

اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی بشارت کو خیال کرتے ہوئے وہ اسی ذات کے وصال کی راہ میں آجاتے ہیں،اس لیے مفلس اپنی مفلسی میں کسی کو خاطر میں نہیں لاتے اور مفلسی کا شکوہ نہیں کرتے۔حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں:

منور گشت جانم ہمچو خورشید

ہویدا گشت بر ما جملہ اسرار(49)

''(میرے محبوبِ حقانی کی) ایک ہی جھلک نے میری جان پر سورج کی مانند نورانی تابانیاں نچھاور کر دی ہیں اور اس کی بدولت مجھ پر دنیا جہاں کے اسرار واضح و عیاں ہو گئے ہیں۔''

اس شعر کے معنوی مفہوم پر غور کریں تو قرآن پاک میں بحوالہ طلب وآرزو موسیٰ علیہ السلام نے جو فرمایا،اس حقیقت پر صادق آتا ہے کہ اس ذاتِ حق کا جلوہ ہر طرف نور ہی نور کر دیتا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَن تَرَانِي وَلَٰكِنِ انظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا

فَلَمَّآ أَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا۠ أَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ(50)

"اور جب موسیٰ علیہ السلام (کوہ طور پر) ہمارے طے کردہ میقات کے مطابق آیا اور اس نے اپنے پروردگار سے کلام کیا تو ذوقِ دیدار میں بے تاب کہہ اُٹھا پروردگار! مجھے اپنا جمال دکھا کہ نگاہ کو اس سے فیضیاب کر سکوں، ارشاد ہوا: اے موسیٰؑ! تو مجھے دیکھ نہیں سکے گا، ہاں! میرے نور کی بارش اس پہاڑ پر ہوگی اگر اس تجلی حق کی تو تاب لا سکا اور اپنے ہوش و حواس بحال رکھے تو سمجھ لیجیو، پروردگار کی تجلی پہاڑ پر نمودار ہوئی پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام اس کی تاب نہ لا کر بے ہوش ہو گئے۔ ہوش میں آتے ہی کہہ اٹھے: اے اللہ! تیری ذات پاک ہے، میں اس جسارت پر تجھ سے توبہ کرتا ہوں اور میں اوّلین مومن ہوں۔"

قرآن پاک کی اس آیتِ مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ پروردگار کے جمال کے ساتھ تجلیات کا ظہور ہوتا ہے اور تجلیات کی تاب لانا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ اسی تناظر میں سلطان باہوؒ نے فرمایا ہے کہ میری جان پر ان نورانی کرنوں نے گویا بارش کر دی اور اس سے مجھ پر تمام اسرار و رموز کھل گئے۔ فرماتے ہیں:

فنا شد ما و من خود جملہ او ماند
نماندہ غیر او شد رنگ و رخسار(51)

""میں" اور "میرا"، سب کچھ اپنی ذات سے فنا اور محو کر دو اور پھر اس کے رنگ کو اپنے رخساروں کا غازہ بنا لو۔"

اس بارے میں قرآن پاک میں اس طرح ارشاد ہوتا ہے:

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُوْن(52)

حضرت سلطان باہوؒ اپنے ایک شعر میں "سجدہ" کے بارے میں فرماتے ہیں:

بکن سجدہ بہ پیش روئے معشوق
تو باھو باش دایم ہجو غم خوار

"اپنے معشوق کے حسین چہرے کے سامنے سجدہ ریز ہو جائو، اے باہو! تو سدا غم خوار بن کے اس کے ساتھ ہو جا۔"

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے سجدہ کرنے کا حکم آیا ہے۔ مثلاً: وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ(53) ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-1 Issue-2 (July-December, 2023)
ISSN: (2311-6552)

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ(54)

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنے رب کو سجدہ کرو اس کی عبادت کرو، نیک کام کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔"

فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا(55)

"اللہ کو سجدہ کرو اور اس کی عبادت کرو۔"

اسی تناظر میں سلطان باھوؒ نے عاشق حقیقی کو اپنے صوفیانہ رنگ میں "بکن سجدہ" (سجدہ کرو) اپنے محبوبِ حقیقی اور معشوق ازلی و ابدی کو، کہا ہے۔ آپؒ، ربّ تعالیٰ کے بے مثل و بے مثال ہونے کے بارے میں فرماتے ہیں:

بے مثل خواند خود را از جملہ بے نیاز
تشبیہ گفتن آنجا غیر از خیال چیست

"اس نے اپنے آپ کو بے مثل کہلانا پسند کیا ہے، وہ جملہ تمام آرائشوں سے پاک و مبرّا ہے اور وہ جو اس کو کسی تشبیہ سے پہچاننے کی کوشش کرتے ہیں، یہ ان کی کوتاہ خیالی ہے۔"

اس مفہوم کو قرآن پاک میں اس طرح بیان فرمایا گیا ہے:

وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ(56)

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ(57)

"اس بے مثال کی مثل و نظیر کوئی نہیں۔"

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ(58)

"وہ ذات بابرکات اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔"

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ(59)

"وہ اس لیے بھی بے مثال ہے کہ انسانی آنکھ تو ذات خداوندی کا ادراک نہیں کر سکتی کہ وہ کیسا ہے۔"

حضرت سلطان باھوؒ فرماتے ہیں:

ہر درد را در لب شفا داری تو مرہم ریشا
تو اے طبیب عاشقاں دارو بدہ بیمار را(60)

"ہر درد اور زخم کے لیے تیرے لب شفائی کاملہ اور مرہم کا درجہ رکھتے ہیں۔ اے میرے طبیب! تو عاشقوں کی طرف آ اور ان مریضانِ ازلی عظیم کا علاج فرما۔"

اس صوفیانہ شعر کی مناسبت سے قرآن پاک کی ان آیات کو ملحوظ خاطر رکھا جاسکتا ہے:

الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ وَ الَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ وَ إِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ(61)

''میرا اللہ وہی ہے جس نے مجھے ہدایت پر قائم رکھا اور وہ جو میری ضروریاتِ زندگی کی کفالت کرتا ہے اور جب المناک امراض کے شکنجے میں پھنس جاتا ہوں تو وہ شافی مطلق مجھے شفا بخش دیتا ہے۔''

عشق حقیقی کا اختیار کرنا ایک بشر کے لیے بہت ہی مشکل ترین کام ہے اور عشق حق ایک مشکل اور مسلسل جدوجھد اور جستجو کا نام ہے اور یہ ایک ہمہ وقتی اور کار عظیم ہے اور اس میں غیر حاضری روا نہیں ہوتی۔ حضرت سلطان باھوؒ اس حقیقت کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

کار ہا ایں مشکل است این کار راہ
زار ہا باید اگر شوز ار ہا(62)

''یہ بات بالیقین جان لو کہ کارِ عشق بڑا ہی مشکل کام ہے، اگر تو کچھ خاص حاصل کرنا چاہتا ہے تو تجھے چاہیے کہ آہ وزاری بلکہ مدام آہ وزاری کو اختیار کرے۔''

گریہ زاری اور آہ وزاری کے بارے میں قرآن پاک میں یوں ارشاد ہوتا ہے:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَ خِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ(63)

''اے اللہ کے رسول ﷺ! اپنے پروردگار کو شام و سحر صمیم قلب کے ساتھ زاری و ترس کاری (عجز و انکساری) سے زبان سے آہستہ آہستہ بغیر پکارے یاد کرتے رہا کرو اور دیکھنا یادِ الٰہی سے غافل نہ ہو جانا۔''

یہاں ''تَضَرُّع'' انسانی کی عاجزی و انکساری کے لیے استعمال ہوا ہے۔ خوف اور عاجزی کا تقاضا یہ ہے کہ بے شور کیے ''تَضَرُّع'' کی آواز اونچی نہ ہو اور اس فرمانِ قرآن کو سلطان باھوؒ نے اپنے سخن دلنواز میں شعر کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نور ہے اور ہر غیر اللہ اور ماسوٰی ظلمات کی نشانی ہے، اس لیے روشنی مادی ہو یا فکر و بصیرت کی، سب اس ذات نور، اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے اور کائنات یہاں سب انتنار و نار اسی کے دم سے ہے۔ سلطان باھوؒ اس حقیقت کو اس طرح دلنواز پیرائے میں بیان کرتے ہیں کہ ارض و سماء کی روشنی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے:

صورت حسنش بہ بین اے بے صبر

نور ہاہستند جملہ نارہا(64)

"اے طلبگارِ حق! اس کے حسن و جمال کو دیکھ! تُو اس سے بے خبر ہے کہ اس کا حسن تو سراپا ہے۔"

سلطان باہوؒ اس شعر میں قرآنِ پاک کی درج ذیل آیات کی ترجمانی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں:

اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ(65)

"اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔"

یعنی اللہ تعالیٰ ہی وہ ذاتِ پاک ہے جس کے نور سے فکر و بصیرت، علم و عقل روشن ہے۔اس کا نور لوگوں کو سیدھی راہ تک لے جاتا ہے اور اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ:

يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّوْرِ(66)

اور مزید ارشاد ہوتا ہے:

يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاءُ(67)

کائنات میں یہ نور مادی روشنی بھی ہے اور ہدایت بھی، جو ہر شے کے اندر راز خود موجود ہے۔

سلطان باہوؒ کی شاعری میں آیاتِ مبارکہ کا معنوی مفہوم ہی مضمر نہیں بلکہ قرآن پاک کی آیات کا لفظی استشہاد بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ مثلاً درج ذیل شعر کا پہلا مصرعہ "سورۃ الحدید" کی آیت سے ماخوذ ہے اور اُنھوں نے اس طرح اسے اپنے شعر کی زینت بنایا ہے:

هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ

نگر رونہ خواندی گر تو در قرآن نگر(68)

"اے انسان! تو دیکھ تو سہی وہ ذات پاک ہر وقت تمہارے ساتھ ہے، اگر تجھے اس حقیقت کی خبر نہیں تو قرآن پاک میں جا کر اس کو دیکھ لو۔"

سلطان باہوؒ اپنے دیوان میں ایک شعر کو اس طرح قرآنی آیات کے لفظی اقتباس کے ساتھ پیش کرتے ہیں:

قرب حق نزدیک مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ

تو مجابش را بہ بینی بے بصر(69)

"اے بندے! اللہ کا قرب اس قدر نزدیک ہے کہ اس نے خود ارشاد فرمایا: میں اپنے بندے کے رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ مگر اے انسان! تو نے سدا اللہ کے حجاب ہی کو دیکھ دیکھ کر بے بصر کی طرح زندگی گزار دی۔"

مذکورہ بالا شعر میں قرآنِ پاک کی سورہ ق کی آیت نمبر ۱۶ کو سلطان باھوؒ نے اپنے شعر کی زینت بنایا ہے۔ جس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ (70)

ایک اور شعر میں قرآن پاک سے لفظی اقتباس اس طرح پیش کرتے ہیں:

چوں اَیْنَمَا تُوَلُّوْا شد قبلہ حقیقت

جہت دگر فنا شد اے صاحب حقیقت (71)

"قرآن پاک کی آیت "اَیْنَمَا تُوَلُّوْا" کے مصداق تم جس طرف بھی چہرہ کروگے، تو تم وہاں سے خانہ کعبہ کی حقیقت کو جان لوگے، اس کے بعد تمام اطراف واکناف فنا ہو جاتی ہیں۔"

سلطان باھوؒ کے اس شعر کا لفظی اقتباس کے علاوہ مفہوم، قرآن پاک کی سورۃ البقرہ کی آیت مبارکہ ۱۱۵ میں موجود ہے، جس میں ارشاد ہے:

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (72)

اسی طرح مندرجہ ذیل شعر میں قرآن پاک کی سورۃ الانفال کی آیت ۲۸: إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (73) کو بطور لفظی اقتباس پیش کیا گیا ہے اور پورا شعر معنوی اعتبار سے اس مکمل آیت کی ترجمانی کرتا ہے:

أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَ أَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ تمام

فاحذروا الخیر فیهم و اسمعوا هذا الکلام (74)

"اے لوگو! اس حقیقت کو جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہے اور اس لیے اس میں خیر نہیں، اس بات کو غور سے سن لو اور توجہ دو، لیکن مال اور اولاد کے بارے میں احتیاط سے کام لو۔"

سلطان باھوؒ اس آیت میں مذکورہ اس حقیقت کو آشکار کیا ہے کہ مال اور اولاد مسلمانوں کے لیے فتنہ ہے اور انہوں نے اس کو غرض زندگی سمجھ لیا ہے کہ صرف مال کمالیں اور صرف اپنی اولاد کی فکر کر لیں اور اغراضِ قومی اور اغراضِ دینی کو اہمیت نہ دیں اور فرائض سے غفلت برتنے کی بناء پر انہی دو اسباب کی وجہ سے سزا ہو گی اور انہوں نے آیت کے معنی و مطلب کو بیان کیا ہے کہ انسانیت کا مقصد دوسروں کے کام آنا ہے اور مسلمانوں کو اسے نصب العین بنانا چاہیے۔

اس مختصر کاوش کے بعد یہ نتیجہ آشکار ہوتا ہے کہ سلطان باھوؒ نے اپنی کتب میں صرف واعظانہ انداز میں پند و نصائح سے ہی سروکار نہیں رکھا بلکہ واردات و اسرار روحانی کی تشریح بھی کی ہے اور توحید کی تفسیر میں گہرے نکات پیش کیے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپؒ نے اپنے اشعار ان خاص احوال و مقامات کی ترجمانی کرنے کے لیے کہے جن سے وہ بذاتِ خود گزرے ہیں۔

Research Journal MA'ARIF-E AULIYA
Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-1 Issue-2 (July-December, 2023)
ISSN: (2311-6552)

حوالہ جات

1۔ چنبے دی بوٹی، ترتیب وترجمہ: پروفیسر محمد یونس حسرت، بک ہوم لاہور، ص19
2۔ اعوان، محمود غزنوی کی ہمراہی میں آئے اور سومنات کا مندر فتح کرنے کے بعد سون سکیسر میں آباد ہو گئے۔
3۔ تذکرہ اولیائے پاکستان، عالم فقری، شبیر برادرز لاہور، 1993ء، ج1، ص185
4۔ سلطان باہوؒ، کلید التوحید کلاں، تصحیح محمد شکیل مصطفی اعوان صابری چشتی، اُردو بازار لاہور، 2000 ء، ص20
5۔ سلطان باہوؒ، عقل بیدار، مترجم: محمد حسن چراغ، نذیر سنز پبلشرز اُردو بازار لاہور، ص90
6۔ سلطان باہوؒ، امیر الکونین، ترجمہ: محمد علی، نذیر سنز لاہور، ص8
7۔ سلطان باہوؒ، سراج السالکین، مترجم ابوالطیب محمد شریف، پروگریسو بکس، یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ لاہور
8۔ شرح دیوان سلطان باہوؒ، محمد علی چراغ، نذیر سنز پبلشرز 40اے اردو بازار لاہور، ص142
9۔ سورۃ الاخلاص:1
10۔ شرح دیوانِ سلطان باہوؒ، ص13
11۔ سورۃ الحدید:3
12۔ شرح دیوانِ سلطان باہوؒ، ص14
13۔ سورۃ العصر:3
14۔ سورۃ یونس:53
15۔ سورۃ یونس:55
16۔ سورۃ البقرۃ:163
17۔ شرح دیوانِ سلطان باہوؒ، ص17
18۔ سورۃ الحجرات:17
19۔ سورۃ الزمر:23
20۔ سورۃ التغابن:11
21۔ شرح دیوانِ سلطان باہوؒ، ص32
22۔ سورۃ آل عمران:68
23۔ سورۃ الکہف:44
24۔ شرح دیوانِ سلطان باہوؒ، ص38

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-1 Issue-2 (July-December, 2023)
ISSN: (2311-6552)

25۔ سورۃالشعراء:80

26۔ شرح دیوانِ سلطان باہوؒ، ص40

27۔ سورہ لقمان:13

28۔ سورۃالحج:31

29۔ شرح دیوانِ سلطان باہوؒ، ص50

30۔ ایضاً، ص52

31۔ سورۃالنور:35،36

32۔ سورۃالبقرہ:112

33۔ سورۃالبقرۃ:277

34۔ شرح دیوانِ سلطان باہوؒ، ص53

35۔ سورہ الزمر:53

36۔ شرح دیوانِ سلطان باہوؒ، ص62

37۔ سورۃالملک:30

38۔ سورۃالمومنون:109

39۔ شرح دیوانِ سلطان باہوؒ، ص72

40۔ سورۃالبقرہ:203

41۔ سورۃالکہف:110

42۔ سورۃالقیمہ:22۔24

43۔ سورۃالاحزاب:44

44۔ شرح دیوانِ سلطان باہوؒ، ص73

45۔ سورۃالانفال:11

46۔ شرح دیوانِ سلطان باہوؒ، ص75

47۔ سورۃالبقرہ:268

48۔ ایضاً

49۔ شرح دیوانِ سلطان باہوؒ، ص8

50۔ سورۃالاعراف:143

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-1 Issue-2 (July-December, 2023)
ISSN: (2311-6552)

51۔ شرح دیوانِ سلطان باہوؒ، ص83
52۔ سورۃالبقرہ:138
53۔ سورۃالعلق:19
54۔ سورۃالحج:77
55۔ سورۃالنجم:62
56۔ سورۃالاخلاص:4
57۔ سورۃالشوریٰ:11
58۔ سورہ یوسف:67
59۔ سورۃالانعام:103
60۔ شرح دیوانِ سلطان باہوؒ، ص92
61۔ سورۃالشعراء:78۔81
62۔ شرح دیوانِ سلطان باہوؒ، ص98
63۔ سورۃالاعراف:205
64۔ شرح دیوانِ سلطان باہوؒ، ص104
65۔ سورۃالنور:35
66۔ سورۃالبقرہ:257
67۔ سورۃالنور:35
68۔ شرح دیوانِ سلطان باہوؒ، ص111
69۔ ایضاً، ص117
70۔ سورۃق:16
71۔ شرح دیوانِ سلطان باہوؒ، ص127
72۔ سورۃالبقرہ:115
73۔ سورۃالانفال:28
74۔ شرح دیوانِ سلطان باہوؒ، ص159